

ماہ رمضان اور روزہ کے متعلق فتاویٰ اور مسائل

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمودات وارشادات کی روشنی میں)

(تقریر نمبر 1)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرہ: 184)

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم پر روزے اسی طرح فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ خالص میرے لیے ہوتا ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری کتاب التوحید)

ہر اک عاشق نے ہے اک بُت بنایا
ہمارے دل میں یہ دلبر سما یا
وہی آرام جاں اور دل کو بھایا
وہی جس کو کہیں رُبُّ البرایا

رویت ہلال

”خداے تعالیٰ نے احکام دین سہل و آسان کرنے کی غرض سے عوام الناس کو صاف اور سیدھا راہ بتلایا ہے اور ناحق کی دقتوں اور پیچیدہ باتوں میں نہیں ڈالا مثلاً روزہ رکھنے کیلئے یہ حکم نہیں دیا کہ تم جب تک قواعد ظنیہ نجوم کے رو سے یہ معلوم نہ کرو کہ چاند اُتے گا ہو گا یا تیس کا۔ تب تک رویت کا ہر گز اعتبار نہ کرو اور آنکھیں بند رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ خواہ مخواہ اعمال دقیقہ نجوم کو عوام الناس کے گلے کا ہار بنانا یہ ناحق کا حرج اور تکلیف مالا یطاق ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حسابوں کے لگانے میں بہت سی غلطیاں واقع ہوتی رہتی ہیں سو یہ بڑی سیدھی بات اور عوام کے مناسب حال ہے کہ وہ لوگ محتاج منہج و ہیئت دان نہ رہیں اور چاند کے معلوم کرنے میں کہ کس تاریخ نکلتا ہے اپنی رویت پر مدار رکھیں صرف علمی طور پر اتنا سمجھ رکھیں کہ تیس کے عدد سے تجاوز نہ کریں اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقت میں عند العقل رویت کو قیاسات ریاضیہ پر فوقیت ہے۔ آخر حکمائے یورپ نے بھی جب رویت کو زیادہ تر معتبر سمجھا تو اس نیک خیال کی وجہ سے بتائید قوت باصرہ طرح طرح کے آلات دور بینی و خورد بینی ایجاد کئے اور بذریعہ رویت تھوڑے ہی دنوں میں اجرام علوی و سفلی کے متعلق وہ صد اقتیں معلوم کر لیں کہ جو ہندوؤں و بچاروں کو اپنی قیاسی انگلوں سے ہزاروں برسوں میں بھی معلوم نہیں ہوئی تھیں اب آپ نے دیکھا کہ رویت میں کیا کیا برکتیں ہیں انہیں برکتوں کی بنیاد ڈالنے کے لئے خداے تعالیٰ نے رویت کی ترغیب دی۔ ذرہ سوچ کر کے دیکھ لو کہ اگر اہل یورپ بھی رویت کو ہندوؤں کی طرح ایک ناچیز اور بے سود خیال کر کے اور صرف قیاسی حسابوں پر جو کسی اندھیری کو ٹھڑی میں بیٹھ کر لکھے گئے مدار رکھتے تو کیونکر یہ تازہ اور جدید معلومات چاند اور سورج اور نئے نئے ستاروں کی نسبت انہیں معلوم ہو جاتے سو کمزور ہم لکھتے ہیں کہ ذرا آنکھ کھول کر دیکھو کہ رویت میں کیا کیا برکات ہیں اور انجام کار کیا کیا نیک نتائج اس سے نکلتے ہیں۔“

(سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 192-193)

چاند دیکھنے میں غلطی ہو جائے تو کیا کریں؟

سیالکوٹ سے ایک دوست نے دریافت کیا ہے کہ یہاں چاند منگل کی شام کو نہیں دیکھا گیا بلکہ بدھ کو دیکھا گیا ہے (جبکہ رمضان بدھ کو شروع ہو چکا تھا۔ ناقل) اس واسطے پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا تھا۔ اب ہم کو کیا کرنا چاہئے؟ فرمایا:

”اس کے عوض میں ماہ رمضان کے بعد ایک اور روزہ رکھنا چاہئے۔“

(بدر 31، اکتوبر 1907ء صفحہ 7، فقہ المسیح صفحہ 195)

چاند دیکھنے کی گواہی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں خیر الدین صاحب سیکھوانی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ ماہ رمضان کا روزہ خود چاند دیکھ کر تو نہیں بعض غیر احمدیوں کی شہادت پر روزہ رکھ لیا اور اسی دن (ہم) قادیان قریباً ظہر کے وقت پہنچے اور یہ ذکر کیا کہ ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے اور حضور علیہ السلام بھی مسجد میں تشریف لے آئے۔ اسی وقت احادیث کی کتابیں مسجد میں ہی منگوائی گئیں اور بڑی توجہ سے غور ہونا شروع ہو گیا کیونکہ قادیان میں اس روز روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔ اسی دوران میں ہم سے سوال ہوا کہ ”کیا چاند تم نے خود دیکھ کر روزہ رکھا ہے؟“ ہم نے عرض کیا کہ ”بعض غیر احمدیوں نے دیکھا تھا۔“ ہمارے اس فقرے کے کہنے پر کہ ”چاند غیر احمدیوں نے دیکھا تھا“ کتاب کو تہہ کر دیا اور فرمایا کہ ہم نے سمجھا تھا کہ تم نے خود چاند دیکھ کر روزہ رکھا ہے۔ اس لئے تحقیقات شروع کی تھی۔“

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 265)

چاند دیکھنے کے بارے میں امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے معمول کے بارے میں یوں ذکر ملتا ہے کہ

”یکم دسمبر 1902ء دربار شام: آج رمضان المبارک کا چاند دیکھا گیا بعد نماز مغرب خود حجت اللہ (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) سقف مسجد پر رویت ہلال کے لئے تشریف لے گئے اور چاند دیکھا اور مسجد میں آکر فرمایا کہ رمضان گزشتہ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے کل گیا ہے۔“

(الحکم نمبر 44 جلد 10، دسمبر 1902ء صفحہ 8)

حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے میں رمضان کے روزے سردی کے موسم میں آتے رہے

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے تحریر کرتے ہیں کہ مولوی شیر علی صاحب نے ان سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایسے زمانہ میں مبعوث فرمایا کہ رمضان کا مہینہ سردیوں میں آتا ہے اور روزے زیادہ جسمانی تکلیف کا موجب نہیں ہوتے اور ہم آسانی کے ساتھ رمضان میں بھی کام کر سکتے ہیں۔ مولوی صاحب کہتے ہیں کہ ان دنوں میں رمضان المبارک دسمبر میں آیا تھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ میں نے اس زمانے کی جنتری کو دیکھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسیحیت کا دعویٰ 1891ء میں فرمایا تھا اور 1891ء میں رمضان کا مہینہ 11 اپریل کو شروع ہوا تھا۔ گویا یہ رمضان کے مہینے کے لئے موسم سرما میں داخل ہونے کی ابتداء تھی۔ چنانچہ 1892ء میں رمضان کے مہینے کی ابتداء 31 مارچ کو ہوئی اور 1893ء میں 20 مارچ کو ہوئی اور اس کے بعد رمضان کا مہینہ ہر سال زیادہ سردیوں کے دنوں میں آتا گیا اور جب 1908ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وصال ہوا تو اس سال رمضان کے مہینے کی ابتداء یکم اکتوبر کو ہوئی تھی۔ اس طرح گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا زمانہ تمام ایسی حالت میں گزرا کہ رمضان کے روزے سردی کے موسم میں آتے رہے۔ خدا تعالیٰ کا ایک فضل تھا جو اس کی تقدیر عام کے ماتحت وقوع میں آیا اور جسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مکتہ شناس طبیعت نے خدا کا ایک احسان سمجھ کر اپنے اندر شکر گزاری کے جذبات پیدا کئے۔

(سیرت المہدی جلد اول حصہ دوم صفحہ 372-373 روایت 419)

رمضان المبارک میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مصروفیات

حضرت مرزا بشیر احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ حضرت نواب محمد علی خان صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ جب سورج گرہن اور چاند گرہن رمضان میں واقع ہوئے تو غالباً 1894ء تھا۔ میں قادیان میں سورج گرہن کے دن نماز میں موجود تھا۔ مولوی محمد احسن صاحب امر وہی نے نماز پڑھائی تھی اور نماز میں شریک ہونے والے بے حد رو رہے تھے۔ اس رمضان میں یہ حالت تھی کہ صبح دو بجے سے چوک احمدیہ میں چہل پہل ہو جاتی تھی اور اکثر گھروں اور بعض مسجد مبارک میں آمو جوہوتے جہاں تہجد کی نماز ہوتی۔ سحری کھائی جاتی اور اول وقت صبح کی نماز ہوتی۔ اس کے بعد کچھ عرصہ تلاوت قرآن شریف ہوتی اور کوئی آٹھ بجے کے بعد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جاتے۔ سب خدام ساتھ ہوتے۔ یہ سلسلہ کوئی 11-12 بجے ختم ہوتا۔ اس کے بعد ظہر کی اذان ہوتی اور ایک بجے سے پہلے نماز ظہر ختم ہو جاتی اور پھر نماز عصر بھی اپنے اوّل وقت میں پڑھی جاتی۔ بس عصر اور مغرب کے درمیان فرصت کا وقت ملتا تھا۔ مغرب کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر آٹھ ساڑھے آٹھ بجے نماز عشاء ختم ہو جاتی اور ایسا ہو کا عالم ہوتا ہے گویا کوئی آباد نہیں۔ مگر دو بجے صبح سب بیدار ہوتے اور چہل پہل ہو جاتی۔“

(سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ 40-41 روایت نمبر 1042)

رمضان اور شوق عبادت نیز نفلی روزے

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے تحریر فرماتے ہیں:

”بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود اپنی جوانی کا ذکر فرمایا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں مجھے معلوم ہوا یا فرمایا اشارہ ہوا کہ اس راہ میں ترقی کرنے کے لئے روزے رکھنے بھی ضروری ہیں۔ فرماتے تھے پھر میں نے چھ ماہ لگا کر روزے رکھے اور گھر میں یا باہر کسی شخص کو معلوم نہ تھا کہ میں روزہ رکھتا ہوں۔ صبح کا کھانا جب گھر سے آتا تھا تو میں کسی حاجت مند کو دے دیتا تھا اور شام کا خود کھا لیتا تھا۔ میں نے حضرت والدہ صاحبہ سے پوچھا کہ آخر عمر میں بھی آپ نفلی روزے رکھتے تھے یا نہیں۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ آخر عمر میں بھی آپ روزے رکھا کرتے تھے۔ خصوصاً شوال کے چھ روزے التزام کے ساتھ رکھتے تھے۔ اور جب کبھی آپ کو کسی خاص کام کے متعلق دعا کرنا ہوتی تھی تو آپ روزہ رکھتے۔ ہاں مگر آخری دو تین سالوں میں بوجہ ضعف و کمزوری رمضان کے روزے بھی نہیں رکھ سکتے تھے۔ (خاکسار عرض کرتا ہے کہ کتاب البریہ میں حضرت صاحب نے روزوں کا زمانہ آٹھ نو ماہ بیان کیا ہے۔“

(سیرت المہدی، جلد 1 روایت نمبر 18 صفحہ 14)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق تھا کہ شوال کے مہینے میں عید کا دن گزرنے کے بعد چھ روزے رکھتے تھے۔ اس طریق کا احیاء ہماری جماعت کا فرض ہے۔ ایک دفعہ حضرت صاحب نے اس کا اہتمام کیا تھا کہ تمام قادیان میں عید کے بعد چھ دن تک رمضان ہی کی طرح اہتمام تھا۔ آخر میں چونکہ حضرت صاحب کی عمر زیادہ ہو گئی تھی اور بیمار بھی رہتے تھے اس لئے دو تین سال آپ نے روزے نہیں رکھے۔ جن لوگوں کو علم نہ ہو وہ سن لیں اور جو غفلت میں ہوں ہوشیار ہو جائیں کہ سوائے اُن کے جو بیمار اور کمزور ہونے کی وجہ سے معذور ہیں۔ چھ روزے رکھیں۔ اگر مسلسل نہ رکھ سکیں تو وقفہ ڈال کر بھی رکھ سکتے ہیں۔

(الفضل 8 جون 1922ء صفحہ 7)

حضور کی سحری

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ

”سحری آپ ہمیشہ گھر میں ہی تناول فرماتے تھے اور ایک دو موجودہ آدمیوں کے ساتھ یا تنہا۔ سوائے گھر کے باہر جب کبھی آپ کھانا کھاتے تو آپ کسی کے ساتھ نہ کھاتے تھے یہ آپ کا حکم نہ تھا مگر خدام آپ کو عزت کی وجہ سے ہمیشہ الگ ہی برتن میں کھانا پیش کیا کرتے تھے۔ اگرچہ اور مہمان بھی سوائے کسی خاص وقت کے الگ الگ ہی برتنوں میں کھایا کرتے تھے... رمضان کی سحری کیلئے آپ کے لئے سالن یا مرغی کی ایک ران اور فرنی عام طور پر ہوا کرتے تھے اور سادہ روٹی کے بجائے ایک پر اٹھا ہوا کرتا تھا۔ اگرچہ آپ اُس میں سے تھوڑا سا ہی کھاتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد اول صفحہ 421-422 روایت نمبر 447)

سحری میں تاخیر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ”میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ دیکھ کر فرمایا۔ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ اور اُسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ آپ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں۔ ہر ایک سے معلوم کرو کہ اُن کو کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر میں کھانا کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی۔ حضور نے فرمایا کھالو۔ اذان جلد دی گئی ہے اُس کا خیال نہ کرو۔“

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 127)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ

”1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ تراویح میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دور رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے۔ جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے یعنی اللہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ تک اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں یا حییٰ یا قیوم بِرَحْمَتِكَ اسْتَغِيثُ اکثر پڑھتے تھے۔ اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹنے ہی ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تین تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملہ میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح کی سفیدی ظاہر ہو جاوے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جاوے۔ چنانچہ تین کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو۔ کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی ہے اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔“

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 295-296)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا کہ 1903ء کا ذکر ہے کہ میں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم رڑکی سے آئے۔ چار دن کی رخصت تھی۔ حضور نے پوچھا: سفر میں تو روزہ نہیں تھا؟ ہم نے کہا نہیں۔ حضور نے ہمیں گلابی کمرہ رہنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا: ہم روزہ رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا ”بہت اچھا! آپ سفر میں ہیں۔“

ڈاکٹر صاحب نے کہا۔ حضور! چند روز قیام کرنا ہے دل چاہتا ہے روزہ رکھوں۔ آپ نے فرمایا۔ اچھا! ہم آپ کو کشمیری پر اٹھے کھلائیں گے۔“ ہم نے خیال کیا کشمیری پر اٹھے خدا جانے کیسے ہوں گے؟ جب سحری کا وقت ہوا اور ہم تہجد و نوافل سے فارغ ہوئے اور کھانا آیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گلابی کمرے میں تشریف لائے۔ (جو کہ مکان کی نچلی منزل میں تھا) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مکان کی اوپر والی تیسری منزل پر رہا کرتے تھے۔ اُن کی بڑی اہلیہ کریم بی بی صاحبہ جن کو مولویانی کہا کرتے تھے، کشمیری تھیں اور پر اٹھے اچھے پکایا کرتی تھیں۔ حضور نے یہ پر اٹھے اُن سے ہمارے واسطے پکوائے تھے۔ پر اٹھے گرما گرم اوپر سے آتے تھے اور حضور علیہ السلام خود لے کر ہمارے آگے رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ اچھی طرح کھاؤ۔ مجھے تو شرم آتی تھی اور ڈاکٹر صاحب بھی شرمسار تھے مگر ہمارے دلوں پر جو اثر حضور کی شفقت اور عنایت کا تھا اس سے روئیں روئیں خوشی کا لرزہ پیدا ہو رہا تھا۔ اتنے میں اذان ہو گئی تو حضور نے فرمایا کہ اور کھاؤ، ابھی بہت وقت ہے۔ فرمایا: ”قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: كُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرة: 188) اُس پر لوگ عمل نہیں کرتے۔ آپ کھائیں ابھی وقت بہت ہے۔ مؤذن نے وقت سے پہلے اذان دے دی ہے۔ جب تک ہم کھاتے رہے حضور کھڑے رہے اور ٹہلتے رہے۔ ہر چند ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضور تشریف رکھیں، میں خود خادمہ سے پر اٹھے پکڑ لوں گا یا میری بیوی لے لیں گی مگر حضور نے نہ مانا اور ہماری خاطر تواضع میں لگے رہے۔ اس کھانے میں عمدہ سالن اور دودھ سویاں وغیرہ کھانے بھی تھے۔

(سیرت المہدی جلد 2 صفحہ 202-203)

اصحاب کی دلداری

منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ جب میں قادیان میں تھا اور اوپر سے رمضان شریف آگیا۔ تو میں نے گھر آنے کا ارادہ کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ نہیں سارا رمضان یہیں رہیں۔ میں نے عرض کی۔ حضور ایک شرط ہے کہ حضور کے سامنے کا جو کھانا ہو وہ میرے لئے آجایا کرے۔ آپ نے فرمایا۔ بہت اچھا۔ چنانچہ دونوں وقت حضور برابر اپنے سامنے کا کھانا مجھے بھجواتے رہے۔ دوسرے لوگوں کو بھی یہ خبر ہو گئی اور وہ مجھ سے چھین لیتے تھے۔ یہ کھانا بہت سا ہوتا تھا کیونکہ حضور بہت کم کھاتے تھے اور بیشتر حصہ سامنے سے اسی طرح اٹھ کر آ جاتا تھا۔ (سیرت المہدی حصہ سوم صفحہ 725-726)

شیخ کرم الہی صاحب پٹیالوی کی روایت ہے کہ ایک دفعہ وہ سخت سردیوں کے مہینے میں رمضان گزارنے کے لیے قادیان آئے اور مسجد مبارک سے متصل کمرے میں حکیم فضل الدین بھیروی کے ساتھ رہائش مل گئی۔ حضور علیہ السلام اسی کمرہ میں سے گزر کر نماز کے لیے تشریف لاتے تھے۔ شیخ کرم الہی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ”ایک دفعہ سحری کے وقت دروازہ کھلا خاکسار سامنے بیٹھا تھا یہ دیکھ کر کہ حضرت صاحب دروازہ میں کھڑے ہیں تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ حضور نے اشارے سے اپنی طرف بلایا۔ میں جب آگے بڑھا تو دیکھا کہ حضور کے دونوں ہاتھوں میں دو چینی کے پیالے ہیں جن میں کھیر تھی حضور نے وہ دونوں پیالے خاکسار کو دیتے ہوئے فرمایا کہ جن احباب کے نام ان پر لکھے ہوئے ہیں دیکھ کر ان کو پہنچا دو۔ میں نے وہ حکیم صاحب کے پیش کیے انہوں نے مسجد میں سے کسی کو طلب کر کے وہ پیالے ان احباب کو پہنچا دیے جن کے نام سیاہی سے لکھے ہوئے تھے اس کے بعد پھر دروازہ کھلا۔ پھر حضرت صاحب دو پیالے پکڑا گئے۔ وہ بھی جن کے نام کے تھے ان کو پہنچا دیے گئے۔ اس طرح حضرت صاحب خود دس گیارہ دفعہ پیالے لاتے رہے اور ہم ان اشخاص کو مہمان خانہ میں پہنچاتے رہے۔ آخری دفعہ میں جو دو پیالے حضور نے دیے ان میں سے ایک پر حکیم صاحب کا نام اور دوسرے پر میر نام تحریر تھا حکیم صاحب نے کھیر کھا کر کہا کہ آج تو مسیح کا من و سلویٰ اتر آیا۔“

(سیرت المہدی جلد دوم حصہ چہارم روایت نمبر 1088 صفحہ 69)

سحری کے وقت احتیاط کی ایک مثال

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ حافظ نور محمد صاحب ظنور محمد صاحب فیض اللہ چک نے مجھ سے بیان کیا کہ ”ایک دفعہ ماہ رمضان میں سحری کے وقت کسی شخص نے اصل وقت سے پہلے اذان دے دی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسجد میں تشریف لے آئے اور فرمایا کہ میں نے دودھ کا گلاس منہ کے قریب کیا ہی تھا کہ اذان کی آواز آئی۔ اس لئے وہ گلاس میں نے وہیں رکھ دیا۔ کسی شخص نے عرض کی کہ حضور ابھی تو کھانے پینے کا وقت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارا دل نہیں چاہتا کہ بعد اذان کچھ کھایا جائے۔“

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ روایت اگر درست ہے تو حضور نے اس وقت اپنی ذات کے لئے یہ احتیاط برتی ہوگی۔ ورنہ حضور کا طریق یہی تھا کہ وقت کا شمار اذان سے نہیں بلکہ سحری کے نمودار ہونے سے فرماتے تھے۔ اور اس میں بھی اس پہلو کو غلبہ دیتے تھے کہ فجر واضح طور پر ظاہر ہو جاوے۔ جیسا کہ قرآنی آیت کا منشاء ہے مگر بزرگوں کا قول ہے کہ فتویٰ اور ہے اور تقویٰ اور۔

(سیرت المہدی جلد 1 صفحہ 520)

بے خبری میں کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا

خط سے سوال پیش ہوا کہ میں بوقت سحر ماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا۔ جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہو گئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر رکھنا لازم ہے یا نہیں؟ فرمایا:

”بے خبری میں کھایا پیا تو اس پر اس روزہ کے بدلہ میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔“

(الحکم 24 فروری 1907 صفحہ 14)

ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھاپی کر روزہ کی نیت کی۔ مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو گئی تھی۔ اب میں کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا کہ ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں صرف غلطی لگ گئی اور چند منٹوں کا فرق پڑ گیا۔

(البدور مؤرخہ 14 فروری 1907ء صفحہ 8)

اللہ تعالیٰ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس اعلیٰ سے اعلیٰ مراتب عطا کرتا رہے جنہوں نے قرآن اور احادیث کی روشنی میں علم و معرفت کا لامحدود خزانہ ہمارے لئے اور ہماری نسلوں کے لئے قیامت تک چھوڑا ہے جن پر عمل کرنے کے طفیل ہم اللہ تعالیٰ سے جنت کی امید رکھتے ہیں۔ اے اللہ! انو ایسا ہی کر۔ آمین

(بتعاون: زاہد محمود اور عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

